ماہ مئی سنہ ۱۹۱۸ء

[illegible]

کیمیائے قدیم و جدید

طب یونانی و ویدک صنعت و حرفت و دیگر

علوم تمدنیہ پر علمی و عملی روشنی ڈالنے والا رسالہ

ڈائری ع۲

مفتاح الاسرار

ہر ماہ کے آخر میں زیر ایڈیٹری ابوالاقبال حکیم محمد بخش صاحب کے شائع ہوتا ہے

قابل توجہ قواعد و ضوابط

۱۔ استفسار کے جواب میں نمبر خریداری اور پتہ خوشخط۔ جواب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔ ورنہ عدم جواب کی شکایت معاف ہو

۲۔ [illegible] تک آ جانی چاہیئے۔ ورنہ رسالہ بیرنگ [illegible] ہوگا

۳۔ اگر رسالہ ملنے میں دیر ہو۔ تو ہفتہ کے بعد ضرور یاددہانی کیجئے

۴۔ رسالہ کی خریداری خواہ کسی وقت سے ہو۔ مگر شروع سال [illegible] البتہ سال کے پہلے [illegible] منگا لیجئے

اسلامیہ سٹیم پریس بیرون دہلی دروازہ لاہور میں باہتمام منشی منظر الدین صاحب مہتمم طبع کرا کر [illegible] سے شائع ہوا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک نہایت اہم مراسلات

معدن صدق وصفا و منبع بحر عطا دام لطفہٗ

تسلیم - مرسلہ پوسٹ کارڈ موصول ہو کر منکشف حالات ہوا۔ حسب الارشاد وہی مضمون مکرر ارسال خدمت ہے۔ چونکہ مضمون مذکور کی نقل نہیں رکھ لی گئی تھی۔ لہٰذا مجھ کو دوبارہ لکھنا پڑا۔ یہ تو فرصت کا کام ہے اور جیسا کہ میں عدیم الفرصت ہوں وہ آپ پر روشن ہے۔ مگر آپ کی خاطر میں نے اس مضمون کو مکرر لکھنے کی زحمت برداشت کی۔

جناب من رسالہ جات مفتاح الاسرار کے مطالعہ سے جو کچھ کیفیت مجھ پر گذری اُس کا کچھ حال گوش گذار کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے مطالعہ سے دیگر احباب بھی مستفیض ہوں۔

قیام رسالہ مفتاح الاسرار کے بعد ہی میں اس کا خریدار ہو گیا اور ہر ماہ کے رسالہ کا انتظار ایسی بیتابی اور بے صبری کیا کرتا تھا۔ کہ الامکان الامان۔ جب رسالہ وصول ہوتا تھا۔ تو سب سے پہلے میں مجربات اور صدری نسخہ جات دیکھ لیتا تھا اور باقی مضامین کو محض لغو اور بیکار سمجھ کر یا تو پڑھتا ہی نہ تھا یا اگر کبھی پڑھ لیا۔ تو سرسری طور پر اور وہ بھی بالکل بے اعتنائی سے مگر ہر ایک رسالہ کو البتہ جمع کر کے رکھ لیتا تھا۔ کہ داشتہ آید بکار چنانچہ میرے پاس رسالہ جات مفتاح الاسرار من ابتدائے جون ۱۹۱۳ء لغایت دسمبر ۱۹۱۷ء بنڈلوں میں بندھے ہوئے رکھے تھے۔ جو میری لاپرواہی کی وجہ سے بالکل گرد آلود ہو گئے تھے۔ اکثر خیال ان رسالہ جات کو فروخت کر دینے کا ہوتا تھا۔ مگر اس خیال سے کہ داشتہ آید بکار اگرچہ بود سر مار ان کو فروخت نہیں کیا۔ ایک دن اُن گرد آلود گٹھوں پر میری نظر پڑی اور دل میں خیال آیا۔ کہ ان پرچوں کو ایک نظر از ابتدا تا انتہا دیکھ تو لو کہ شاید ان میں کوئی کام کی بات نکل آئے۔ یہ خیال آتے ہی میں نے تمام پرچوں کو از ابتدا تا انتہا دیکھنا شروع کیا۔ پہلے مطالعہ میں اتنی بات مجھ کو محسوس ہوئی۔ کہ جس مضمون کو میں پہلے محض لغو اور بیکار سمجھ کر بے اعتنائی سے اُس کو پڑھتا نہ تھا یا اُس کا مطالعہ سرسری طور سے کرتا تھا فی الواقعی وہی مضمون مفید اور کار آمد ہے اور جن مجرب اور صدری نسخہ جات کو بہت شوق سے اُن کو مفید سمجھ کر دیکھتا تھا بمقابلہ دیگر مضامین کے ہیچ اور پوچ ہیں پھر تو میں نے دوبارہ ان تمام پرچوں کا مطالعہ کیا مگر اس مرتبہ ذرا دماغ پر بار ڈال کر۔ دوسری مرتبہ کے مطالعہ سے مجھ کو معلوم ہوا۔ تمام مفتاح الاسرار کے رسالوں میں اگر کوئی مضمون ایسا ہے جس میں انکشاف سر ربوبیت کا کیا گیا ہے وہ صرف چند اصحاب کے مضامین ہیں یعنی:-

(۱) جملہ مضامین عالی جناب مولوی ابراہیم علی خاں صاحب روحی نے خصوصاً اُن کا مضمون کیمیاوی دنیا میں کایا پلٹ واللہ

(۲) جملہ تراجم و حقائق المیزان عالی جناب غلام حسین صاحب کستوری کے اور نیز اُن کے جملہ مجربات م

(۳) جملہ مضامین اداریٹوریل نوٹس عالی جناب حکیم مولوی محمد بخش صاحب کے اور خصوصاً ذہب مجمر کا بیان ✦

(۴) جملہ مضامین عالی جناب لطفی صاحب ✦

(۵) ایک مضمون متعلق الکیمیا نوشتہ عالیجناب حکیم مولوی محمد صالح صاحب مدنی ✦

جب مجھ کو ان اصحاب کے مضامین کار آمد اور مفید معلوم ہوئے۔ تو میں نے سہ بارہ انہی مضامین کا مطالعہ کیا مگر اس مرتبہ بغور کامل ✦

اس مرتبہ جیسے جیسے میں ہر ایک مضمون کا مطالعہ بغور کامل کرتا تھا ویسے ویسے مجھ پر علم صناعت الٰہیہ کے اسرار اور نکات ظاہر ہوتے جاتے تھے۔ خصوصاً علامہ روحی صاحب کے جملہ مضامین بڑے معرکہ کے ہیں۔ (یہاں اُن کے مولفہ کتب مخزن الکیمیا وغیرہ خارج از بیان ہیں) مگر اُن کا مضمون کیمیاوی دُنیا میں کایا پلٹ والا اور اُس میں خصوصاً بزر المعاون والا مضمون سب سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ جب میں نے یہ مضمون پڑھا۔ اور اس پر غور کیا مجھ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور فوراً میرے دل سے یہ دعا نکلی کہ اے باری تعالےٰ تو ایسے نیک نفس اور علامہ دہر کے عمر و اقبال میں ترقی دے اور اُن سے کسی قسم کا بازپرس نہ فرما اور اُن کو دین و دنیا دو جگہ خوش و خورم رکھ آمین ✦

یہ اُن کے بست سالہ شبانہ روز کی محنت اور علم و عمل کا صدقہ ہے کہ ہم کو بزر المعاون جیسے ادق اور مشکل مسئلہ سے آگاہی ہوئی اور یہ مفتاح الاسرار کا طفیل ہے۔ کہ اُس کے وسیلہ سے ان سے نکات اور اسرار ہم تک پہنچے۔ ورنہ یہی مضامین تو خود صاحب موصوف کی تالیف کردہ کسی کتاب میں نہیں ہیں۔ میرے خیال میں اگر کوئی صاحب فہم اور عقل سلیم رکھنے والا شخص اُن کے مولفہ و مصنفہ جملہ کتب کیمیائی کا مطالعہ کرے اور اُن کے نکات کو سمجھ لے تو تعجب نہیں کہ حجر مکرم اور اُس کے بنانے کی ترکیب بھی معلوم ہو جاویگی ✦

البتہ جب مجھ کو اس فن شریف کا شوق ہوا تھا۔ تو اُس وقت یکا یک خیال یہ ذہن نشین ہو گیا کہ قبل اس کے کہ ہم سونا چاندی بنائیں یا بنانے کی کوشش کریں۔ ہم کو لازم ہے کہ ہم بزر المعاون سے واقف ہوں۔ یعنی یہ معلوم کریں کہ سونا چاندی وغیرہ اپنے اپنے معادن میں کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب تک ہم یہ نہ معلوم کریں کہ زمین کے اندر سونا چاندی کس طرح پیدا ہوتے ہیں یا بنتے ہیں۔ ہم اپنے ہاتھ سے یہ چیزیں بنانے پر کیونکر قادر ہو سکینگے۔ اسی خیال کی وجہ سے میں نے متعدد کتب انگریزی (   ) کے یعنی علم طبقات الارض کی ورق گردانی کی مگر کسی کتاب میں بھی بزر المعاون کا پتہ نہ لگا۔ گو اُن کے مطالعہ سے میرے معلومات میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا۔ مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ لگا۔ جس کی وجہ سے میری جستجو اور تلاش برابر جاری رہی۔ جب میں نے علامہ روحی صاحب کا مضمون بزر المعاون والا بغور کامل مطالعہ کیا دل کو تسکین ہوئی اور فوراً یہ شعر زبان پر آیا شعر

یار در خانہ و من گرد جہاں میگردم　　آب در کوزہ و من تشنہ دہاں میگردم

ساتھ ہی اس کے میں ضرور کہونگا۔ کہ بزر المعاون کے معنی اور اُس کا اصل مفہوم دیکھے

ایک دو مرتبہ کے پڑھنے سے سرسری سمجھ میں نہیں آیا۔ بلکہ اس کا مطالعہ مجھ ایسے کم لیاقت اور غبی کو متعدد مرتبہ کرنا پڑا۔ جب کہیں جا کر سمجھ میں آیا جو باعث اطمینان قلب ہُوا۔ کیونکہ یہ مضمون اس قدر ادق اور اور پیچیدہ ہے کہ (اور اگر انصافاً اور مصلحتاً پوچھا جائے تو ایسا مضمون مرموز اور طلسمی ہونا چاہئے ورنہ نااہل کے معلوم ہونے پر بہت بڑی خرابی کا باعث ہوگا) ایک دو مرتبہ کے پڑھ لینے سے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ ہاں اتنا اور بتلا دینا ضرور ہے۔ . . . . . کہ ایک ذر المعادن کے معنی اور اُس کا اصل مفہوم مجھ کو کئی سال کی لگاتار محنت اور کوشش کے بعد معلوم ہوا اور وہ بھی علی الخصوص مولوی محمد ابراہیم علیخان صاحب ایسے نیک نفس اور شفیق اور ہمدرد بنی نوع انسان کے کمال شفقت اور مہربانی کی وجہ سے اور نیز مفتاح الاسرار ایسے رسالہ کے وسیلہ سے۔ ماسوا اس کے آنجناب جس قدر مضامین مفتاح الاسرار میں طبع ہوئے ہیں۔ اُن سب میں تھوڑا بہت انکشاف اسرار الٰہی کا ہُوا ہے۔ مگر آفرین و مرحبا کہ بہت ہی عمدہ پیرایہ میں ہُوا ہے ✦

علے ھذا القیاس علامہ کنتوری صاحب کا ترجمہ وفائق المیزان کا اور درمیان میں اُن کا حاشیہ اور نیز اُن کے جملہ مجربات اس قابل نہیں کہ ہر ایک مبتدی اور شائقین فن ہذا کے لئے ازبس ضروری نیز جناب حکیم محمد بخش صاحب کے جملہ مضامین کیمیائی اور خصوصاً اُن کا وہ مضمون جو اُنہوں نے ذہب محمر کے عنوان سے لکھا ہے ایسا ہے جو سونے پر سہاگہ کا کام دے رہا ہے ✦

اس کے بعد بلخی صاحب کے مضامین اور اُن کے تجربات خصوصاً اُن کی بحث جس میں اُنہوں نے علامہ روحی صاحب کو مخاطب کر کے یہ بتلایا ہے۔ کہ بیزرانی نسخہ جات کا مال خالصی ہوتا ہے۔ اور اس کا جواب جو علامہ رُوحی صاحب کی جانب سے دیا گیا ہے۔ اور جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ بغیر اکسیر کے یا بورق مخصوصہ کے بیزرانی مال کبھی خالصی نہیں ہوتا ماشاء اللہ جس کے اخیر میں صاحب ممدوح نے یہ لکھا ہے۔ کہ ایسی بیہودہ گوئی یا خامہ فرسائی سے خاموشی بہتر ہے اور جس پر کچھ عرصہ بعد بالراست نہیں بلکہ بالواسطہ اعتراض بھی کیا ہے ✦

اس کے بعد حکیم محمد صالح عدنی کا مضمون جو اُنہوں نے بہ عنوان "الکیمیا" لکھا ہے۔ یہ بالکل جانچ اور قابل تعریف ہے۔ یہ مضمون بھی علامہ روحی صاحب کے مضمون سے بالکل ملتا ہے سچ پوچھو تو مفتاح الاسرار کا کوئی صفحہ بیکار نہیں ہے۔ مگر ایسے مضامین جن میں افشاء سر الوہیت کا کیا گیا ہے۔ اور جس کے لئے عجب نہیں کہ اُس سے مواخذہ کیا جائے مندرجہ صدر اصحاب کے مضامین ہیں۔ مگر چونکہ یہ جملہ مضامین ایسے عمدہ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔ کہ پہلے تو اس کو بہت کم لوگ سمجھ سکینگے اور پھر ان میں بہت کم ہونگے جو بعد سمجھنے کے اخیر عملی پیرایہ ہونگے اور ان میں بھی بہت کم ہونگے جو کسی عمل کو کرتے ہی کامیاب ہو جائینگے جس وجہ سے ان میں سے اکثر پست ہمت ہو کر عمل ترک کر دینگے پھر آخر الذکر لوگوں میں بھی بہت کم ہونگے جو باوجود ناکامی کے عمل کو بار بار کر کے کامیاب ہونگے۔ پس ایسی صورت میں جو ہمارا خیال ہے مواخذہ کے متعلق ہے وہ صرف گمان ہی گمان ہے۔ بریں ہم ہیں یہ ضرور کہونگا کہ بعض اسرار کا انکشاف مفتاح نے بہت بیجا کا طریق برتا ہے آئندہ اُس کو چاہئے کہ اپنی حد مقررہ سے تجاوز نہ کرے ✦

خیر یہ تو ہوا مگر مجھ کو حین مطالعہ جو جو باتیں معلوم ہوں اُن کا ذکر کرنا نہایت ضرور ہے ✦

دوران مطالعہ میں مجھ کو معلوم ہوا کہ بعض جہلا نے علی جناب علامہ رُوحی صاحب پر ناحق ناروا اعتراض کئے ہیں۔ یہ صرف اُن کی جہالت اور ناوابستگی کا نتیجہ ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جاہل لوگ جو الماس یعنی ہیرے کو تمیز نہیں کر سکتے اور اُس کو مثل دیگر معمولی پتھر کے سمجھتے ہیں اور اُن کی ناقدری کرتے ہیں۔ لیکن جب اُن کو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ وہی پتھر جس کو وہ معمولی پتھر سمجھے ہوئے تھے فی الواقعی الماس ہے۔ تو اپنی سمجھ پر پشیمان ہوتے ہیں اور اپنا سر اُسی پتھر سے بالآخر دے مارتے ہیں۔ بعینہٖ یہی مثال اُن جہلا کی ہے۔ کہ جنہوں نے بہ باعث اپنی جہالت اور ناوابستگی کے ایسے گوہر بے بہا کی کچھ بھی قدر نہیں کی۔ جب اُن کو آئندہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ کس پایہ کے اور کیسے نیک نفس بزرگ ہیں۔ تو یہی جہلا جو آج اُن کو لعنت ملامت کرتے ہیں کل انہی بزرگ کی جان کے ساتھ اور فدائی ہو جائینگے۔ اور اُن کے خاک پا کو اکسیر عین سمجھنے لگینگے ✦

ہاں ایک اور بات یاد آئی وہ یہ ہے۔ کہ دوران مطالعہ میں میری نظر سے ایک صاحب کا مراسلہ گذرا جنہوں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جملہ اصطلاحات علم صناعت الٰہیہ کے مترادف الفاظ اور معانی ٹھیٹھ بھاشا یا اردو زبان میں لکھے جائیں تاکہ عوام الناس اس سے واقف ہو جائیں اور پھر لکھا ہے۔ کہ اگر ایسا نہ کیا جائے۔ تو میں انجمن کی اپنی شرکت سے دست بردار ہو جائینگا یہ لکھ کر زبان فارسی میں لکھا ہے۔ کہ مارا چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت۔ اس کے علاوہ اس کے علاوہ اور بھی چند اشعار فارسی کے لکھ کے زبان فارسی کی ٹانگ توڑی ہے۔ اُن کو فارسی اشعار لکھتے وقت یہ خیال نہیں رہا کہ میں نے ہی قبل ازیں یہ تحریک پیش کی ہے کہ جملہ اصطلاحات کو صاف اور سہل اُردو الفاظ میں لکھا جائے۔ تاکہ ہر شخص باسانی سمجھ سکے اور میں ہی خود فارسی اشعار لکھ رہا ہوں جو بجز فارسی دان یا فارسی خواں کے کسی دوسرے کی سمجھ میں نہیں آئیگا۔ مقام حیرت ہے۔ کہ ایسے لائق فاضل اور انگریزی داں اور بی۔ اے پاس شدہ شخص ایسی مہمل اور لغو تحریک پیش کرے۔ کیا اُن کو نہیں معلوم اور کیا وہ نہیں جانتے کہ کسی علم کے واضع نے جو اصطلاحات ابتداً وضع فرمائے اور انہی اصطلاحات کا استعمال زیادہ تر موزون اور مناسب ہے کیونکہ اگر مترادف الفاظ یا ہم معنی الفاظ استعمال کئے جائینگے۔ تو علاوہ غیر موزون اور نامناسب ہونے کے اصل مقصود ذہنی اور معنی اُس کے برآمد نہ ہو سکینگے۔ یہ تو ہر ایک علم کے اصطلاحات کے متعلق ہے یہ علم تو علم اسرار و غوامض کہلاتا ہے۔ جس کے اصطلاحات بھی مرموز اور طلسمی ہوتے ہوں مگر یہ مفتاح الاسرار ہی کا جگر ہے۔ کہ وہ اپنے نام نہاد رسالہ کی تائید کے لئے اور لالچ رکھنے کے تھے بہت سے اسرار الٰہی کا انکشاف کر دیا اور ہر ایک اصطلاح کو سمجھانے کے لئے بال کی کھال کھینچی ہے۔ اس کے علاوہ جو معانی صرف ایک لفظ مثلاً جلمندرہ یا چتکل ختری شمیع و تحلیل وغیرہ سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس کے سمجھانے کے لئے کئی سطر خراب کرنا پڑیگا۔ میرے خیال میں صاحب موصوف کو مفتاح الاسرار پر چلنا چاہیے۔ اور جیسی طریقہ سے کہ وہ ہر ایک اصطلاح اور عمل کو سمجھاتا ہے۔ وہ کافی ہے۔ اس سے تجاوز کرنا نہ فقط ضرور ہی ہے بلکہ باعث ملامت ہے ✦

ترجمہ دقائق المیزان کا سلسلہ جو رسالہ مفتاح میں طبع ہوتا تھا وہ ایسا عمدہ سلسلہ مبتدی اور منتہی دونو کے لئے تھا۔ کہ وہ ہرگز اس قابل نہ تھا۔ کہ اُس کا سلسلہ منقطع کیا جائے۔ گو یہ کسی قدر ادق ضرور تھا۔ مگر ذرا دماغ پر بار ڈال کر اُس کے نکات کو سمجھ لینے سے کامیابی یقینی تھی مگر بھول اور نازک دماغ اور جلد باز لوگوں کی عجلت سے فوراً ایسے عمدہ ترجمہ کے سلسلہ کو موقوف کر کے اُس معاوضہ میں قاضی عبد الجبار ہمدانی کی تصانیف کے ترجمہ کی تحریک پیش کر دی گئی۔ جس کی وجہ سے اُس ترجمہ کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اور ساتھ اُس کے قاضی صاحب کی کتاب کا ترجمہ بھی شروع نہیں ہُوا ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اگر ترجمہ دقائق المیزان کا سلسلہ جاری رہتا۔ تو گو اب تک یقیناً اُن نازک، دماغ اور جلد باز لوگوں کو نہیں تو کم از کم ایسے لوگوں کو جو اُس کے نکات کو سمجھ سکتے تھے کامیابی تو ہو جاتی میرے خیال میں ایسی عمدہ کتاب کا ترجمہ ضرور تکمیل کو پہنچانا چاہیئے ورنہ مثل مشہور ہی ہے۔ جو کام ادھورا کیا جاتا ہے وہ کبھی تکمیل کو نہیں پہنچتا +

کتاب نافع المبتدی بھی بہت عمدہ کتاب ہے۔ مبتدی اور منتہی دونو کے لئے اور ہر ایک شائق علم صناعت الٰہیہ کے لئے تو ناگزیر ہے۔ مناسب ہے یہ کتاب مفتاح الاسرار سے نقل کروا کر فروخت کی جائے +

آخر میں میں اتنا ضرور کہونگا۔ کہ ہر ایسے شخص کے لئے جو سچے دل سے علم صناعت الٰہی کا شائق ہے (یہاں ہوس نو بوالہوس ہے جو ہمارا مخاطب نہیں ہے) اُس پر لازم ہے کہ پہلے اس علم سے اور اُس کے اصول سے کماحقہ واقف ہونا چاہیئے۔ جب تک کہ وہ بزرللعادن سے واقف نہ ہوگا اور اُس کو نہ سمجھیگا۔ سونا چاندی تو درکنار خاک تک بھی عمدہ تیار نہیں کر سکیگا۔ اور نیز اعمال کیمیا میں حل و عقد اسرار عظیمہ سے ہیں اور ہر ایک حکیم کا یہی مقولہ ہے کہ جو ان اسرار عظیمہ سے واقف ہو گیا یا سمجھ گیا اُس کے لئے کیمیا کا بنانا آسان ہو گیا +

ناظرین مفتاح الاسرار کو اس عظیم الشان رسالہ کی قدر و منزلت معلوم ہو گئی ہوگی۔ ایسے عمدہ رسالہ کی تائید ہر طرح سے درمے قدمے سخنے ہم کو کرنا چاہیئے۔ اور اُس کو ہمیشہ کے لئے جاری رکھنے کی کوشش اور سعی بلیغ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جو بات اس رسالہ میں ہے نہ تو مالیر کوٹلہ کے رسالہ الکیمیا میں تھی اور نہ جونپور کے کیمیکل سوسائٹی کے جاری کردہ کتب میں فقط والسلام +

یکے از خریدار مفتاح الاسرار

مس لاطل کے متعلق میرے تجربات

تلے کی سیاہی کو دور کرنے کے متعلق میں نے بہت سی سر دردی کی ہے۔ اور اپنے خیال میں کامیابی بھی حاصل کی ہے۔ تین سالوں کے مختلف تجربات کو اگر میں مسلسل طور پر لکھوں تو ایک کامل ضخیم کتاب چاہیئے۔ لیکن ناظرین مفتاح الاسرار کی خاطر میں مختصر طور پر اپنی سرگذشت بیان کرتا ہوں

اس کام کو شروع کرنے سے پیشتر میں نے یہ ضروری سمجھا۔ کہ تانبہ کو پگھلانے کا تمام سامان مکمل کیا جاوے۔ میں نے دھونکنی سے تانبہ کو پانی بنانے کی بہتیری کوشش کی۔ لیکن ناتجربکاری کے باعث میں کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر کو میں نے ایک لائق مستری سے لوہے کی چرخی تیار کروائی۔ جو بنانے والے کے خیال کے مطابق لوہے کو پانی بنا سکتی تھی۔ شروع شروع میں ایک دو دو دفعہ میں اس سے بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اور بالآخر علمی تعلیم کے واسطے امرتسر کو گیا۔ جہاں پر سیروں تانبہ ایک ایک دفعہ پگھلایا جاتا ہے۔ میں نے معلوم کیا۔ کہ نقص بھٹی کا ہے۔ اور میرے جیسی چرخی سیروں تانبہ پگھلا سکتی ہے۔

خیر۔ بہت سی مایوسیوں کے بعد آخر کو میں تانبہ کو پانی بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ تانبہ کا کام شروع کرنے والوں کو میں یہ مشورہ ضرور دونگا۔ کہ جب تک وہ موزون چرخی بھٹی اور ولایتی کٹھالیوں کا انتظام نہ کر لیں۔ اس کام کو ہاتھ نہ لگائیں۔ ورنہ ایک دو دفعہ کی ناکامیابیوں کا ان کے دل پر ایسا بُرا اثر ہوگا۔ کہ آئندہ کو وہ کسی تجربہ کو تکمیل تک نہ پہنچا سکینگے۔ تانبہ کو پانی بنانے کے واسطے ہمیشہ ولایتی کٹھالیاں ہی استعمال کرنی چاہئیں اور آگ چیل کے کوئلوں کی چاہئے۔ چیل کے کوئلوں میں چنگاڑا نہیں ہوتا۔ خاک نہیں بنتی۔ اور یہ کوئلے ایکدم تاؤ دیتے ہیں۔ جس سے تانبہ کی سی سخت دھات پانی بن جاتی ہے۔ کیکر وغیرہ کے کوئلے ویسا تاؤ نہیں دیتے۔ اور چنگاڑیاں بہت چھوڑتے ہیں اور ان کی خاک بھی بہت بنتی ہے۔

۱۔ سب سے پہلے میں نے علامہ غلام حسنین صاحب کنتوری کا نسخہ آزمایا۔ جو کہ میرے خیال میں نہایت آسان نسخہ تھا۔ یعنی ایک چھٹانک تانبہ کو آگ پر پانی کرکے اس میں ایک ایک تولہ بھر اسرب ڈالتا گیا۔ جو کہ بھٹی کی تیز آنچ میں جلد ہی جل جاتا۔ اس طرح سے ۸ چھٹانک اسرب کو جلایا۔ اور آخر پر دیکھا کہ نہ تو تانبہ صاف ہی ہوا ہے۔ اور نہ ہی اس کی روسیاہی گئی ہے۔ یہ میری پہلی ناکامیابی تھی۔ اس نسخہ کو میں نے صرف ایک دفعہ ہی کیا۔ کیونکہ غور کرنے پر مجھے یہ نسخہ ناقص معلوم ہوا۔

۲۔ اس کے بعد میں نے علامہ صاحب کا دوسرا نسخہ اس طرح پر آزمایا:۔ کہ تانبہ کا برادہ کرکے اس کو تیز تیزاب شورہ میں آہستہ آہستہ حل کیا۔ اور پھر اس سبز محلول کو کانچ کی قرع انبیق ڈال کر مقطر کیا۔ اور تہ نشین کو نکال کر جو کہ کاپر نائٹریٹ (COPER NITRATE) تھا اس میں ہم وزن نمک ملا کر خوب کھرل کیا۔ اور اس کو مٹی کی ٹھریہ میں ڈال کر آگ میں رکھا تو شورہ نے آگ کو پکڑ کر آنچ اتنی تیز کر دی۔ کہ ٹھریہ دم کے دم میں سفید ہو گئی۔ اور ایک سیاہ سی شے ٹھریہ میں باقی رہ گئی۔ یہ ایک قسم کا تانبہ کا کشتہ تھا۔ جس کو انگریزی اصطلاح میں کیوپرک اوکسائیڈ (CUPRIC OXIDE) کہتے ہیں۔ اور جو قریباً اسی طرح سے تیار کیا جاتا ہے۔

اس کشتہ کو پانی میں دھو دھو کر نمک کی شوریت کو دور کیا۔ اور ازاں بعد پھر تیزاب شورہ میں حل کرکے مذکورہ عمل کو شروع کیا۔ اور گو ہدایت تو صرف سات دفعہ ایسا عمل

کرنے کی تھی۔ لیکن میں نے سات دفعہ عمل کرنے کے بعد آخری کشتہ کے دو حصے کر لئے اور ایک حصہ پر مزید سات دفعہ یہی عمل کیا۔ اور آخیر پر علیحدہ علیحدہ ہر دو کشتوں کو ماءالحیات دے کر زندہ کیا۔ تو معلوم ہُوا کہ تانبہ صاف تو بیشک ہو گیا ہے۔ لیکن وہ سیاہی ویسی کی ویسی موجود ہے ✦

یہ نسخہ میرے دلپسند تھا۔ اور اُس کو میں نے پانچ دفعہ تیار کیا جس عرصہ میں تین عدد کانچ کی قرع زنبیق ہائے شکستہ ہوئیں۔ لیکن ہر دفعہ ناکامیابی کا منہ دیکھ کر بھی میں نے اس نسخہ کو نہ چھوڑا۔ اور جب ہر دفعہ ایک سیاہی نتیجہ نکلا۔ تو اس نسخہ کو بھی غلط قرار دیکر چھوڑ دیا ✦

۳۔ اب میں نے اُس مشہور نسخہ کو لیا۔ جس کو عوام نے درست تسلیم کیا ہُوا ہے یعنی تانبہ کو گندھک سے کشتہ کیا۔ زاں بعد ماءالحیات دے کر اُسے زندہ کیا۔ اُس کو پھر گندھک سے کشتہ کیا۔ اور پھر زندہ کیا۔ یہی عمل چودہ مرتبہ تک کرنے سے تانبے کی سیاہی دور ہو جانی تسلیم کی گئی ہے۔ لیکن میں نے اس عمل کو ۲۵ دفعہ تک کیا جس سے تانبہ صاف ضرور ہو گیا۔ لیکن وہ سیاہی پہلے کی مانند رہی ✦

تانبے کو گندھک سے جب کشتہ کیا جاتا ہے۔ تو یہ ایک سیاہ رنگ کی شے بن جاتی ہے جسے انگریزی اصطلاح میں کاپر سلفائیڈ (COPPER SULFOIDE) یعنی تانبے کا گندھکی کشتہ کہتے ہیں۔ اس کو اگر تیز آنچ دی جائے۔ تو تمام گندھک جل جاتی ہے۔ اور سرخ رنگ کا کشتہ باقی رہ جاتا ہے جسے انگریزی اصطلاح میں کیوپرس اوکسائیڈ (CUPROUS OXIDE) کہتے ہیں۔ اس طرح کشتے اور تیزاب شورہ کے عمل سے تیار شدہ سیاہ کشتے میں یہ فرق ہے۔ کہ سرخ کشتے کے ایک ذرے میں دو حصے تانبہ اور ایک حصہ آکسیجن ہوتی ہے۔ لیکن سیاہ کشتہ کے ایک ذرے میں دو حصے تانبہ اور ایک حصہ آکسیجن ہوتی ہے۔ لیکن سیاہ کشتہ کے ایک ذرے میں ایک حصہ تانبہ اور ایک حصہ آکسیجن ہوتی ہے۔ علامہ کنتوری صاحب جس کو تانبہ کو حلان میں استعمال کرتے ہیں۔ وہ یہی سرخ کشتہ ہوتا ہے۔ اور علامہ صاحب کی ہدایات پر عمل کرنے سے بہت دقت سے تیار ہوتا ہے۔ لیکن اگر یہی بنا بنایا کشتہ انگریزی دوائی فروشوں کے ہاں سے لے کر کام چلایا جائے۔ تو عمل میں کوئی فرق نہیں آتا۔ میں نے دیکھا کہ دونو طرح سے یکساں قسم کا حلان تیار ہوتا ہے۔ ایسے سرخ کشتہ کو انگریزی اصطلاح میں کاپر ریڈ اوکسائیڈ۔ کیوپرس اوکسائیڈ۔ اور کاپر سب اوکسائیڈ ناموں سے پکارتے ہیں۔

(COPPER REDOXIDE, CUPROUS OXIDE
COPPER SUB OXIDE,)

اس نسخہ کے تجربوں میں میرا بہت سا وقت صرف ہُوا۔ اور مجھ پر ثابت ہو گیا کہ اگر گندھکی کشتہ اور سرخ کشتہ کو ملا کر تیز آنچ دی جائے۔ تو تانبہ خود بخود ہی زندہ ہو جاتا ہے۔ یہ بات دریافت ہونے پر میں نے اس نسخہ کا تجربہ بہت جلدی ختم کر لیا۔

تجربے سے ثابت ہوگیا۔ کہ پہلی دفعہ کشتہ تانبہ کو زندہ کرنے سے تانبہ جتنا صاف ہوجاتا ہے۔ آخیر تک عمل کرنے سے بھی تانبہ کی صفائی اتنی ہی رہتی ہے۔ اور ۲۵ دفعہ کشتہ زندہ کا عمل کرنے پر بھی تانبہ کی صفائی اتنی ہی نکلی۔ جتنی کہ صرف ایک دفعہ کشتہ زندہ کا عمل کرنے سے حاصل ہوئی تھی۔

اس صاف شدہ تانبہ کو اگر آگ پر پانی کیا جائے۔ تو اس میں سے زنگاری تو نہیں نکلتی بلکہ سرخ رنگ نکلتی ہے۔ اور جب اس کو گندھک سے کشتہ کیا جائے۔ تو جب تک آنچ دینے پر گندھک تمام کی تمام جل نہ جائے۔ اس کشتہ میں سے زنگاری تو نکلتی رہتی ہے۔ لیکن جب تمام گندھک جل جاتی ہے۔ تو زنگاری نکلنا بند ہوجاتی ہے۔ اور کشتہ کا رنگ سیاہ کی بجائے سرخ ہوجاتا ہے۔ اس نسخہ کے تجربے سے مجھ پر ثابت ہوگیا۔ کہ اگر کسی طرح سے تانبہ کو خالص کر لیا جائے اور اس میں سے تمام ملاوٹوں کو نکال دیا جائے۔ تو تانبہ کو آگ پر پانی کرنے سے اس میں سے زنگاری لو کی بجائے سرخ رنگ نکلیگی۔ اس بات کو میں نے اپنی پہلی کامیابی سمجھا۔ اور مجھے کچھ خوشی محسوس ہوئی۔ کہ گو میں ابھی تک تانبے کی سیاہی دور کرنے میں کامیاب نہیں ہوا۔ لیکن تانبے کی زنگاری لو کو دور کرنے میں تو کامیاب ہوگیا ہوں۔

۴۔ اب میں نے ایک اور عمل کا تجربہ شروع کیا۔ جس کو تمام حکماء نے درست تسلیم کیا ہوا ہے۔ یعنی تانبے کا گندھک سے کشتہ کیا۔ اور تیز آنچ پر گندھک کو جلا کر تانبے کا سرخ کشتہ بنایا۔ پھر اس کشتہ کو سرکہ میں پکانا شروع کیا۔ اور جوں جوں سرکہ کا رنگ بدلتا گیا۔ نیا سرکہ ڈال دیا جاتا رہا۔ خیال یہ تھا۔ کہ جب سرکے کا رنگ تبدیل نہ ہوگا۔ تو اس کشتے کو زندہ کرنے پر اس تانبہ پر سیاہی نہ آئیگی۔ لیکن میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ جب کئی روز کے بعد میں نے دیکھا کہ تمام کا تمام کشتہ سرکہ میں حل ہو چکا ہے۔ اور چینی کی پیالی میں اب کشتہ کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔

میں نے اس عمل کو تین مرتبہ کیا۔ لیکن ہر دفعہ ایک سا ہی نتیجہ نکلا۔ غور کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ بیشک یہی نتیجہ نکلنا چاہئے تھا۔ تانبہ سرکے میں حل ہوجاتا ہے۔ اور اگر اس محلول کو آگ پر خشک کیا جائے تو کاپر ایسی ٹیٹ (COPPER ACETATE) باقی رہ جاتا ہے۔ میں حیران تھا۔ کہ حکماء نے اس عمل کو کیوں مستند عمل قرار دیا۔ جبکہ یہ ناممکن بات ہے۔ کہ سرکہ میں جوش دیتے رہنے سے تانبے کا کوئی جزو سرکہ میں حل نہ ہو۔ حکماء نے جو عمل مستند لکھا ہے۔ وہ زنگار جیسا بنانے کا ہے۔ جس رنگین سرکہ کو آپ پھینکتے رہے۔ اس کو جمع کرتے جاتے اور بعد میں اس میں سے زنگار جدا کر لیتے تو یہ زنگار نظیف ہوجاتا۔

یہاں پر میں ایک ایسے ہی دیگر تجربے کا ذکر کرتا ہوں:۔

میں نے صاف تانبے کے سرخ کشتے میں شنگرف قائم کیا۔ اور پھر اس کو جو کوب کر کے لیموں کے رس میں صاف کرنے لگا۔ یہ عمل چیر دو ہفتے تک نہایت احتیاط سے لیمپ کی آگ پر عمل کرتا رہا۔ اور جب لیموں کے رس کا رنگ تبدیل ہوتا گیا۔ اس رس کو بدل کر نیا رس ڈال دیتا رہا۔ لیکن دو ہفتے گذر جانے پر بھی کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ کہ شنگرف صاف ہوئی ہے یا کہ نہیں۔ کیونکہ جب تک لیموں کا رس سفید نہ رہے۔ شنگرف کا صاف ہونا کیسے تسلیم کیا جائے۔ میں نے شنگرف کے ذرہ ذرہ سے ٹکڑوں کو دیکھا۔ تو وہ پہلے کی مانند ہی سخت تھے۔ مجھے خیال گذرا۔ کہ لیموں کا

میں شنگرف کے ان ٹکڑوں کی بیرونی سطح پر ہی عمل کر رہا ہے۔ اور اب رس کا اثر شنگرف کے ٹکڑوں کے اندر نہیں پہنچ رہا۔ اگر شنگرف کی سیاہی دور ہونے کا یہی عالم رہا۔ تو قیامت تک شنگرف کی سیاہی دور نہ ہوگی۔ میں نے چینی کی نئی پیالی میں لیموں کا رس ڈلوا کر لیمپ کی آنچ پر رکھا۔ تو آخر کو اس کا رنگ بھی تبدیل ہو گیا۔ اس سے مجھ پر ثابت ہو گیا۔ کہ اگر میں قیامت تک بھی اس عمل کو کرتا جاؤں تو لیموں کے رس کا رنگ تبدیل ہوتا جائیگا۔ یہ اس قدر سیاہی تانبہ کے جرم شامل بہ شنگرف ہونے سے ہوا ورنہ سادہ شنگرف پر لیموں کا عمل کرنے سے صرف چند دن سیاہی برآمد ہوتی ہے۔ شنگرف کو تانبہ کے کشتہ سے قائم کرنے میں احتیاط چاہیئے۔ کہ تانبہ کا جرم شنگرف میں شامل نہ ہو چنانچہ حکما نے شنگرف کو پہلے سفیدی میں چند مرتبہ غوطہ دیکر خشک کر لینا اس لئے مقرر کیا ہے۔ سکرٹری

۵۔ آخر کو میں نے تانبے کا وہ عمل کیا جس کو مولوی حسین الدین نے اپنا مجرب بیان کیا ہے۔ یعنی تانبہ کو آگ پر پانی کر کے اس میں لاکھ اور لودھ کی چٹکیاں دی گئیں۔ اگر کسی صاحب نے یہ عمل کیا ہوگا۔ تو اسے خوب یاد ہوگا۔ کہ یہ عمل کتنا مشکل ہے۔ میں نے چٹکیاں دینے کے واسطے ایک لائق مستری سے ایک خاص آہنی آلہ تیار کروایا۔ جس میں ماشہ بھر دوائی سما سکتی۔ اور اس کی دو ٹانگیں دبانے سے کٹھالی میں اس کا منہ کھل جاتا۔ اور دوائی پانی شدہ تانبے پر گرتی۔

گو تانبہ کو کشتہ زندہ کرنے کا عمل بھی کوئی آسان عمل نہیں۔ لیکن لاکھ لودھ کی چٹکیوں کا عمل اس سے بدرجہا مشکل ہے۔ کیونکہ اس کو متواتر کرنا پڑتا ہے۔ اور تانبہ کو گھنٹوں تک پانی کی طرح پگھلائے رکھنا پڑتا ہے۔ لیکن میں نے اس عمل کو پوری پوری احتیاط سے کیا۔ اور باوجود مشکل ہونے کے اس عمل کو آخر تک کیا۔ مجھے اس عمل پر بڑا وثوق تھا۔ کیونکہ مولوی حسین الدین نے اس کو اپنا تجربہ شدہ عمل لکھا تھا۔ لیکن میری حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی۔ جب آخیر پر میں نے دیکھا۔ کہ تانبہ کی سیاہی دور نہیں ہوئی۔ میں نے دو دفعہ اس عمل کو کیا۔ لیکن دونوں دفعہ سیاہی کو موجود پایا۔ دل کو تسلی دینے کے واسطے تو سمجھ لیا۔ کہ بیشک یہی مس لاخلل ہے۔ کیونکہ تمام بازاری تانبہ کی نسبت اس پر کم سیاہی آتی ہے۔ لیکن موجودہ واقفیت کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ عمل بھی ناقص عمل ہے۔ اور قریباً تمام اعمال سے زیادہ مشکل۔

مذکورہ بالا اعمال میں سے جن اعمال کو کسی صاحب نے خود کیا ہوگا۔ وہ خوب جانتے ہونگے کہ ان تجربات پر مجھ کو کتنی محنت کرنی پڑی ہوگی۔ اتنا کچھ کر کے کتابی نسخوں پر سے میرا اعتبار جاتا رہا۔ اور میں نے سمجھ لیا۔ کہ کتابوں میں جو نسخے لکھے ہیں۔ وہ خود کردہ نہیں۔ بلکہ اکثر شنیدہ نسخے ہوتے ہیں۔ اتفاق سے اگر کوئی درست نکل آئے۔ تو بیشک نکل آئے لیکن عام طور پر غلط ثابت ہوتے ہیں۔ تانبہ کے متعلق میں نے بیسیوں چھوٹے چھوٹے عمل کئے ہونگے۔ لیکن کسی سے میری تسلی نہ ہوئی۔ چند ایک مشہور کتابی نسخے بھی آزمائے۔ جن کا ذکر میں نے مصلحتاً چھوڑ دیا ہے۔ لیکن کسی طرح سے اپنی مدعا کو نہ پہنچا۔ یہ تجربات قریباً ایک سال تک کئے ہونگے۔ اور اتنے عرصہ تک کسی نتیجہ پر نہ پہنچکر جتنی مایوسی ہو

سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف وہی صاحب نکال سکتے ہیں۔ جنہوں نے کسی عمل کو بڑی مشکل سے کیا ہو۔ اور باوجود پورا پورا یقین ہونے کے آخیر پر وہ عمل غلط ثابت ہوا ہو۔

مشرقی کتابوں کی مدد کو خیرباد کہہ کر پھر میں نے مغربی کیمسٹری کی مدد لی۔ اور معلوم کیا۔ کہ جس وقت پگھلا ہوا تانبہ سرد ہونے لگتا ہے۔ تو آکسیجن گیس کا اثر نہ ہو۔ تو سیاہی نہیں دوڑتی۔ چنانچہ اگر پگھلے ہوئے تانبہ کو ذرا سا سرد ہونے پر جبکہ وہ سرخ ہی ہو۔ پانی میں ڈال دیا جائے۔ تو اس پر سیاہی نہیں دوڑتی۔ کیونکہ اس پر آکسیجن گیس کا اثر نہیں ہوتا۔

اس سے پہلے میں یہ سمجھے بیٹھا تھا کہ مس لاظل کا عمل شاید کتابی عمل ہی ہوگی۔ اور حقیقت میں شاید کوئی بات نہ ہوگی۔ لیکن مذکورہ بالا اصول کے معلوم ہونے پر مجھ کو یقین ہوگیا۔ کہ مس لاظل ہو سکنا ممکنات سے ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ عمل کہیں سے مل سکے یا نہ مل سکے۔

تانبہ کے متعلق ایک نئی کتاب جو ۱۹۱۵ء میں امریکہ میں چھپی تھی۔ میری نظر سے گذری۔ تو میری واقفیت میں بہت کچھ اضافہ ہوگیا۔ اس کتاب میں تانبہ کے متعلق سب کچھ بتایا گیا تھا۔ مجھے یہ معلوم کرکے بڑی حیرت ہوئی۔ کہ بازاری تانبہ میں کہیں مختلف دھاتوں کی آمیزش ہوتی ہے۔ قدیم کتب میں بھی یہ مذکور ہے کہ جب تک ان دھاتوں سے تانبہ کو خالص نہ کر لیا جائے۔ تانبہ کے اصل جوہر معلوم نہیں ہو سکتے۔ ایک دوسری تصنیف متعلق معدنیات سے معلوم ہوا۔ کہ تانبہ کو اگر ہر قسم کی آمیزش سے صاف کرنا ہو۔ تو بجلی سے یہ کام نہایت آسانی سے کیا جا سکتا ہے اور امریکہ میں جتنا تانبہ صاف کیا جا سکتا ہے۔ وہ بجلی کے عمل سے ہی صاف کیا جاتا ہے۔ ایسے صاف شدہ تانبے کو اگر آگ پر پانی کیا جائے۔ تو اس میں سے سرخ لو نکلتی ہے۔

بجلی کا تمام کل سامان میرے پاس پہلے سے موجود تھا۔ اس لئے میں نے تجربہ کے طور پر دو چھٹانک صاف تانبہ تیار کیا۔ اور جب اس کو آگ پر پانی کیا۔ تو اس میں سے زنگاری رنگ کی بجائے سرخ لو نکلی۔ لیکن سرد ہونے پر اس پر سیاہی آگئی۔ خیر میں نے تجربات کیواسطے پانچ سیر پختہ صاف تانبہ تیار کر لیا۔ اور تانبہ کی سیاہی دور کرنے کی تدابیر سوچنے لگا۔

مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ کہ میں نے معدنیات کی کس کتاب میں اس اشارہ کو دیکھا تھا کہ اگر پھٹکری کا کچھ حصہ تانبہ میں شامل کر دیا جائے۔ تو وہ حصہ آکسیجن گیس کو جذب کر لیتا ہے۔ اس سے مجھے خیال گذرا۔ کہ شاید پھٹکری سے ہی تانبہ پر سیاہی نہ دوڑے میں نے اپنے صاف کئے ہوئے تانبہ کو پھٹکری کے پانی میں کئی دفعہ بجھاؤ دئے اور پھر گندھک سے کشتہ کرکے اس کشتہ کے ہموزن پھٹکری ملادی۔ اور خوب کھرل

کر کے بطریق معروف اس کشتہ کو زندہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ تانبہ پر پہلے کی نسبت بہت کم سیاہی آئی ہے۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ میری مشکل کو صرف پھٹکڑی کی حل کریگی۔ میں نے پھٹکڑی اور تانبہ کے متعلق مختلف تجربات کئے۔ لیکن کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔ آخر انگریزی کیمسٹری کی مدد سے میں نے پھٹکڑی کا جوہر تیار کیا۔ اور اس کی پٹھ سے تانبہ کو لاظل کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ میں نے پانچ سات دفعہ ایسا تانبہ تیار کیا ہوگا۔ جس پر سیاہی نہیں دوڑتی تھی۔ کہ ماہ اگست یا ستمبر سنہ ۱۹۱۶ء کے رسالہ الحکیم میں ایک استفسار نکلا۔ کہ کوئی صاحب تانبہ کو لاظل کرنے کی مفصل ترکیب لکھیں۔ میں نے ماہ اکتوبر کے رسالہ الحکیم میں جوہر پھٹکڑی کی مدد سے تانبہ کو لاظل کرنے کی ترکیب لکھ بھیجی۔ اور احتیاط کے خیال سے بیس تولے تانبہ کو لاظل کر کے رکھ لیا۔

میرا خیال درست نکلا۔ اور اس پرچہ کے باہر جاتے ہی مس لاظل کے نمونوں کی مانگ شروع ہو گئی۔ پھر کوئی لمبی لمبی داستان سناتا تھا۔ اور لکھتا تھا۔ کہ دو ماشہ بھر مس لاظل کا نمونہ بھیج دیا جائے۔ اس کو دیکھ کر پھر بہت سا تانبہ تیار کرونگا۔ اور چند تولے آپ کے پاس بھیجونگا۔ اسی طرح نمونوں میں میرا بیس تولہ مس لاظل ختم ہو گیا۔ لیکن جہاں تک میں اندازہ لگا سکتا ہوں۔ کسی ایک شخص نے بھی میرے نسخہ کو کر کے نہ دیکھا۔ اور اپنے ہاتھ سے تانبہ کو لاظل نہ کیا۔ جس سے میرے پرانے خیالات کی تصدیق ہو گئی۔ کہ یہ ہوس لوگ پرلے درجہ کے کاہل اور بے ہمت آدمی ہیں۔ جو ہاتھ سے کچھ نہیں کرنا چاہتے جن کو ہزاروں نسخے زبانی یاد ہیں۔ لیکن ہاتھ سے ایک آدھ نسخہ کو بھی انہوں نے نہیں کیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ تمام کے تمام بھوسی علم کیمیا سے محض ناواقف ہیں۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ لاکھوں کے تجربات کیں مغربی کیمسٹری کی مدد سے ایک لائق استاد کے برابر ہوتی ہے۔

(باقی آئندہ)